ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اخلاقیات

وقت 5-7 منٹ

زُبان کا زنا، بولنا ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ:84)

کہ تم لوگوں سے نرمی سے بات کیا کرو۔

دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا
وہ اک زبان ہے عضو نہانی ہے
دوسرا، یہ ہے حدیث سیّدنا سیّد الوریٰؐ نے فرمایا

معزز سامعین! مَیں آج آپ بھائیوں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان سے ایک حصّے بعنوان ”زُبان کا زنا، بولنا ہے۔“ پر گفتگو کرنی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا ارشاد یوں ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔

”اللہ نے ابنِ آدم کے لئے جو اِس کا حصّہ زنا سے ہے لکھ دیا ہے جس کو وہ ضرور پالے گا۔ آنکھ کا زنا نظر ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور نفس بھی آرزو کرتا ہے اور خواہش رکھتا ہے اور شرمگاہ اِن سب کو سچا کرتی ہے یا جھٹلاتی ہے۔“

(بخاری کتاب الاستئذان باب زنا الجوارح دُون الفرج حدیث 6243)

مُندرج بالا حدیث میں بیان امور کی تفاصیل میں جانے سے قبل اِس حدیث کے حوالے پر غور کرنا ہو گا۔ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باندھا ہے۔ اور لکھا ہے کہ زِنَا الْجَوَارِحِ دُوْنَ الْفَرْجِ۔ اُس کا ترجمہ یہ ہے کہ شرمگاہ کے علاوہ انسانی اعضاء کے زِنا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کو جسم کے تمام سوراخوں کی حفاظت اور اِن سے وابستہ تمام بُرائیوں سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلام نے زنا کی سات اقسام بیان فرمائی ہیں۔

اِن میں سے تین قسم کے زنا کا تو ذکر اور بیان حدیث میں ہو چکا ہے یعنی آنکھ کا زنا، دوم زُبان کا زنا جس پر آج گفتگو ہو گی اور سوم۔ شرمگاہ کا زنا۔ اِن کے علاوہ احادیث میں جن زنا کا ذکر ملتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ کانوں کا زنا (مسلم حدیث 2658)۔ ہاتھوں کا زنا (مسلم حدیث 6422) پاؤں کا زنا (مسلم حدیث 2668) اور بعض جگہوں پر دل کے زنا کا ذکر ملتا ہے۔ مجھے آج اِن کو زیر بحث لائے بغیر صرف زبان کے زنا پر گفتگو کرنی ہے۔ اِس مضمون کی طرف آنے سے قبل اوپر بیان ہونے والی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تنبیہی الفاظ پر غور کر کے اِن زنا کی اقسام سے بچنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ابنِ آدم کے لئے اُس کے زنا کا حصّہ لکھ چھوڑا ہے جس کو اپنی زندگی میں کسی وقت پالے گا یعنی کوئی اپنے حصّے میں کانوں کا زنا پائے گا۔ کوئی زبان کا اور کوئی آنکھ کا وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے ہمیں بد نظری، غیبت، چغلی کرنے اور سننے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ جہاں تک زبان کے زنا کا تعلق ہے۔ اس کے ساتھ ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”بولنا“۔ جو اچھا بول بھی ہو سکتا ہے اور بُرا بھی یعنی زُبان سے نکلی ہوئی اچھی باتیں اور بُری باتیں۔ زنا سے تعلق میں لا محالہ یہاں بُرے بول اور بُری باتیں ہی مراد ہوں گی۔ جیسے جھوٹ، کذب بیانی، قولِ زُور، جھوٹی گواہی دینا، بہتان تراشی، غیبت، چغلخوری، تکبّر، حسد، بغض و کینہ، احسان جتانا، تجسّس، عیب جوئی، طعنہ زنی کرنا، غصّہ، بد ظنّی، استہزاء، اتّہام، تمسخر، سرعام بُری بات کہنا، نام بگاڑنا اور گالی بکنا وغیرہ وغیرہ۔ ویسے تو ہر بُرائی اور گناہ کا تعلق خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ زُبان سے آجُڑتا ہے اور یہ سب زنا سے کم نہیں۔ جس طرح زنا ایک ایک قابلِ نفرت فعل ہے اِسی طرح یہ بیماریاں قابلِ نفرت ہیں اور ہونی بھی چاہیئے۔ ویسے تو زُبان سے وابستہ بہت سی بیماریاں ہیں جو قرآن اور احادیث سے ملتی ہیں لیکن مَیں نے خلاصۃً 23 بُرائیوں اور کمزوریوں کا اوپر ذکر کیا ہے۔ بُول کی وضاحت اس حدیث سے بخوبی ہو جائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا مَیں تمہیں سارے دین کا خلاصہ نہ بتاؤں؟ مَیں نے عرض کیا جی۔ ضرور۔ یا رسول اللہ! ضرور بتایئے آپؐ نے اپنی زبان کو پکڑا اور

فرمایا۔ اِسے روک کر رکھو۔ مَیں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں کیا اِس کا ہم سے مؤاخذہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا اے معاذ! حیرت ہے تو جانتا نہیں کہ لوگ اپنی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیوں یعنی اپنے بُرے بول اور بے موقع باتوں کی وجہ سے ہی جہنم میں اوندھے منہ گرائے جاتے ہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے دو اعضاء یعنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دے مَیں اُس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب حفظ للسان)

عنوان کے مطابق مضمون کو وضاحت سے بیان کرنے سے قبل عنوان میں درج لفظ "زُبان" پر روشنی ڈالنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ زُبان بظاہر انسانی منہ میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے مگر حقیقت میں یہ انسان کی شخصیت کی آئینہ دار ہے۔ زُبان لوگوں پر یہ بات بالکل واضح کر دیتی ہے کہ اس انسان کا اندرونہ کتنا پاک ہے یا کتنا گندہ ہے۔
چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمان کتنا صحیح ہے کہ
"نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 280)

زبان کے بارے میں کہا جاتا ہے منہ یا زبان سے نکلی ہوئی بات اور کمان سے نکلا ہوا تیر یا بندوق سے نکلی ہوئی گولی کبھی واپس نہیں آتی چنانچہ کسی پنجابی شاعر نے ایک مصرع میں کیا خوب کہا ہے۔

"جو بول منہ اوں نکل گیا او تیر کمانوں نکل گیا۔"

اور کسی اردو کے شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

"بات اپنی کرے یا پرائی کرے
آدمی سوچ کے لب کشائی کرے"

عربی زبان کا ایک مشہور محاورہ ہے۔
"اَللِّسَانُ مَرْکَبٌ ذَلُولٌ"
یعنی زبان سَدھائی ہوئی سواری ہے جو اپنے اختیار میں ہے۔
انگریزی میں مثل مشہور ہے۔

Think before you speak

اور اردو میں مثل مشہور ہے۔
"پہلے تولو پھر بولو" اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "زبان آپ کو مٹھائی بھی کھلا سکتی ہے اور پٹائی بھی"
قرآن کریم کی سورۃ المومنون میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ
یقیناً مومن کامیاب ہو گئے۔ وہ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔ (المومنون: 1-3)

سامعین! اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم جو کہ ہدایت کا منبع ہے کی سورۃ المدثر میں دوزخیوں اور جنتیوں کے درمیان ایک نہایت نصیحت آموز مکالمہ بیان ہوا ہے۔ جنت والے دوزخ والوں سے پوچھیں گے تمہیں کس چیز نے جہنم میں داخل کیا؟ وہ کہیں گے۔ ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے۔ ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے اور ہم لغو باتوں میں مشغول رہنے والوں میں مشغول ہو جایا کرتے تھے اور ہم جزا سزا کے دن کا انکار کیا کرتے تھے۔ (المدثر: 41-47)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نرم دل اور نرم زبان تھے۔ کبھی زبان سے کسی کو تکلیف نہیں دی اور نہ ہی کبھی کسی پر طعنہ زنی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک اور لہجہ نہایت شیریں اور فصاحت وبلاغت سے بھرپور ہوتا تھا اور اِسی کی آپؐ نے اپنی امت کو تعلیم دی ہے۔ اس قدر پیاری تعلیم دراصل اللہ تعالیٰ کی اُس رحمت کا نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نرم زبان کی صورت میں بھیجی۔ خدا نے اپنی رحمت سے آپؐ کو خاص کر لیا تھا اور آپ نے اپنی پوری حیاتِ مبارکہ میں اپنی زبانِ مبارک کا اس قدر اعلیٰ استعمال فرمایا کہ جو بلاشبہ ہم سب کے لئے ایک قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ چنانچہ حضرت صفوان بن سلیمؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔
"کیا مَیں تمہیں ایسی آسان عبادت نہ بتاؤں جو بجالانے کے لحاظ سے بڑی ہلکی ہے۔ خاموشی اختیار کرو، بے ضرورت بات نہ کرو اور اچھے اخلاق اپناؤ"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”دوزخ سے بچ جاؤ اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ اور جو شخص اس کو نہ پائے تو وہ اچھی بات (بیان کر کے بچ جائے)۔“

(بخاری ومسلم بحوالہ ریاض الصالحین صفحہ 88)

آپؐ نے ہمیشہ اچھی بات کرنے کی ترغیب دی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

” اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے“

(بخاری ومسلم بحوالہ ریاض الصالحین صفحہ 88)

اور ہمیشہ بُری بات کہنے سے روکا چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

”بندہ بعض وقت ایسی بات کہتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلہ سے زیادہ گہرائی میں جا پڑتا ہے۔“

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ نجات اور بچاؤ کی بہترین راہ کیا ہے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”اپنی زبان کو روک کر رکھو اپنا گھر مہمانوں کے لئے کھلا رکھو اور اپنی غلطیوں پر نادم ہو کر خدا کے حضور رویا کرو۔“

(ترمذی ابواب الزھد باب ما جاء فی حفظ اللسان)

پھر فرمایا جو کوئی بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ رفق اور نرمی ہر چیز میں زینت اور خوبصورتی کا موجب بن جاتی ہے اور جس چیز سے فرق اور نرمی نکال دی جائے وہ بدنما ہو جاتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق)

پھر فرمایا: انسان ایمان کی حقیقت کو پا نہیں سکتا جب تک اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھے۔

(الجامع الکبیر للسیوطی حرف الاسلام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ مخالفین کے سخت بدکلامی کرنے کے باوجود انہیں معاف فرما دیتے اور اُن کے لئے ہدایت کی دعا کرتے۔ آپؐ نے فرمایا۔

طُوبٰی لِمَنْ مَلَكَ لِسَانَهٖ وَوَسِعَهُ بَيْتُهٗ وَبَكٰى خَطِيْئَتِهٖ۔

یعنی خوش نصیب ہے وہ شخص، جس کی زبان اُس کے قابو میں ہو۔ اُس کا مکان (مہمانوں کے لئے) کشادہ ہو اور وہ اپنے گناہوں پر روئے۔

الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر وجہ کے کلام نہ فرماتے، جب کلام شروع فرماتے تو کلام کا آغاز نرمی اور آہستگی سے فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام بہت با معنی ہوتا، گفتگو واضح ہوتی اور فضول بات نہ کرتے، نہ کسی کی توہین کرتے اور خدا کی چھوٹی چھوٹی نعمت کی بھی بڑائی بیان فرماتے۔

(شمائل ترمذی باب ما جاء فی کلام رسول اللہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں خراج عقیدت پیش فرمایا ہے۔

”اس حسین چہرے سے جب بھی ملاقات کا موقع پیدا ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق، آپ کی نرم اور میٹھی زبان اس حسن کو چار چاند لگا دیا کرتے تھے۔ حضرت اُمّ معبد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق کا بڑا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے کہ قریب سے دیکھنے سے انتہائی شیریں زبان اور عمدہ اخلاق والے تھے۔“

(خطبہ جمعہ 25/ فروری 2005ء)

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آقا و مطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے ماننے والوں کو زبان کے استعمال میں احتیاط کا درس دیا چنانچہ آپؑ نے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے جو 10 شرائط بیعت بیان فرمائیں اُن میں سے چوتھی شرط میں فرمایا۔

”یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔“

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

آپؑ فرماتے ہیں۔

”میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات پر بودوباش رکھتے ہیں۔ اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک نیتی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنج وقتہ نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں اور کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لائیں..... اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے..... اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 46-47)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں۔

”میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہو گا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہیے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو! ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آئے تو سلام کر و ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ گالیاں دیے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے الفاظ کہے جائیں تو ہوشیار ہو کر سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسے کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راست بازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بد نفسی کا نمونہ ہے جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیز گاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے گا۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 47)

حضرت مسیح موعودؑ ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں۔

”تقویٰ تمام جوارح انسانی اور عقائد زبان اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے۔ نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ مَیں نے یوں کہا اور ایسا کہا حالانکہ وہ بات بُری ہوتی ہے۔ مجھے اس پر ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک بزرگ کی کسی دنیادار نے دعوت کی جب وہ بزرگ کھانا کھانے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیادار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو ہم دوسرے حج میں لائے تھے اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تُو تو بہت ہی قابلِ رحم ہے۔ ان تین ہی فقروں میں تو نے اپنے تینوں ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا۔ تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تو اس امر کا اظہار کرے کہ تو نے تین حج کئے ہیں۔ اس لئے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی بے ہودہ، بے موقع غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے... زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے اور زبان سے تکبر کر لیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آجاتی ہیں اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریاکاری سے بدل لیتا ہے اور زبان کاں زیاں بہت جلد پیدا ہوتا ہے... زبان کا زیاں خطرناک ہے اس لیے متقی اپنی زبان کو بہت قابو میں رکھتا ہے اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکل سکتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبانوں پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 280-281)

سامعین! حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی ساری زندگی میں مخالفتوں کے طوفانوں کا دشمنوں کی گالیوں کا کمال حلم سے مقابلہ فرمایا اور کبھی اپنی زبان مبارک سے ایک سخت کلمہ نہ نکالا بلکہ ان گالیاں دینے والوں کو اپنے گھر سے کھانا تک کھلایا اور اپنے اصحاب کا بھی ہمیشہ ادب واحترام کیا اور اپنی زبان مبارک سے ایک سخت کلمہ تک نہ نکالا آپؑ کے جلیل القدر صحابی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ بیان کرتے ہیں۔

"آپ اپنے خدام کو بڑے ادب واحترام سے پکارتے ہیں اور حاضر وغائب ہر ایک کا نام ادب سے لیتے ہیں۔ مَیں نے بارہا سنا ہے اندر آپ اپنی زوجہ سے گفتگو کر رہے ہیں اور اسی اثنا میں کسی خادم کا نام زبان پر آ گیا ہے تو بڑے ادب سے لیا ہے جیسے سامنے لیا کرتے ہیں۔ کبھی تُو کر کے کسی سے خطاب نہیں کرتے۔ تحریروں میں جیسے آپ کا عام رویّہ ہے "اخویم مولوی صاحب" اور "اخویم حِبّی فی اللہ مولوی صاحب۔" اسی طرح تقریر فرماتے ہیں "مولوی صاحب یوں فرماتے ہیں"...... مَیں نے اتنے عرصہ دراز میں کبھی نہیں سنا کہ آپ کی مجلس میں کسی کو بھی تُو کہہ کر پکارا ہو یا خطاب کیا ہو۔"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 43)

آپؑ فرماتے ہیں۔

"گالیاں دیتے ہیں اس کی تو مجھے پرواہ نہیں ہے۔ بہت سے خطوط گالیوں کے آتے ہیں جن کا مجھے محصول بھی دینا پڑتا ہے اور کھولتا ہوں تو گالیاں ہوتی ہیں۔ اشتہاروں میں گالیاں دی جاتی ہیں اور اب تو کھلے لفافوں پر گالیاں لکھ کر بھیج دیتے ہیں مگر ان باتوں سے کیا ہوتا ہے اور کیا خدا کا نور کہیں بجھ سکتا ہے؟ ہمیشہ نبیوں، راستبازوں کے ساتھ ناشکروں نے یہی سلوک کیا۔ مَیں بنی نوع انسان کا حقیقی خیر خواہ ہوں۔ جو مجھے دشمن سمجھتا ہے وہ خود اپنی جان کا دشمن ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 126)

گالیاں سُن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا جانتا ہے کہ کبھی ہم نے جواب کے وقت نرمی اور آہستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا اور ہمیشہ نرم اور ملائم الفاظ سے کام لیا ہے۔ بجز اس صورت کے کہ بعض اوقات مخالفوں کی طرف سے نہایت سخت اور فتنہ انگیز تحریریں پا کر کسی قدر سختی مصلحت آمیز اس غرض سے ہم نے اختیار کی کہ تا قوم اس طرح سے اپنا معاوضہ پا کر وحشیانہ جوش کو دبائے رکھے اور یہ سختی نہ کسی نفسانی جوش سے اور نہ کسی اشتعال سے بلکہ محض آیت وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (النحل:126) پر عمل کر کے ایک حکمت عملی کے طور پر استعمال میں لائی گئی اور وہ بھی اس وقت کے مخالفوں کی توہین اور تحقیر اور بد زبانی انتہا تک پہنچ گئی اور ہمارے سید و مولیٰ، سرورِ کائنات، فخر موجودات کی نسبت ایسے گندے اور پُر شر الفاظ ان لوگوں نے استعمال کئے کہ قریب تھا کہ ان سے نقص امن پیدا ہو تو اس وقت ہم نے اس حکمت عملی کو برتا۔"

(البلاغ، (فریاد درد) روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 385)

سامعین! زبان کے درست استعمال کا سبق ہمیشہ خلافت کے دربار سے بھی ملتا رہتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ: "نرمی کی عادت ڈالو تا کہ خدا تعالیٰ بھی تمہارے سے نرمی سے پیش آئے۔ ورنہ اگر تم خدا تعالیٰ کی مخلوق پر درشتی کرتے ہو تو تم بھی اپنے آپ کو اس بات کا حق دار بناتے ہو کہ خدا تعالیٰ تم پر درشتی کرے۔"

(انوار العلوم جلد 5 صفحہ 436)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 24 نومبر 1989ء کے خطبہ جمعہ میں مذہبی قوموں کی تعمیر و ترقی میں سب سے اہم بات ان کے اخلاق کی تعمیر کو قرار دیتے ہوئے پانچ بنیادی اخلاق کو اپنانے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے دوسرا بنیادی خلق "نرم اور پاک زبان کا استعمال" کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"تربیت کا دوسرا پہلو نرم اور پاک زبان کا استعمال کرنا اور ایک دوسرے کا ادب کرنا ہے یہ بھی بظاہر چھوٹی سی بات ہے ابتدائی چیز ہے لیکن جہاں تک مَیں نے جائزہ لیا ہے وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندر نجی طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں ان میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا۔ ان کی زبان میں درشتگی پائی جاتی ہے۔ ان کی باتوں اور طرزِ عمل میں تکلیف دینے کا ایک رجحان پایا جاتا ہے جس سے وہ بسا اوقات باخبر نہیں ہوتے۔ جس طرح کانٹے دکھ دیتے ہیں اور ان کو پتا نہیں ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اس طور پر بعض لوگ روحانی طور پر سوکھ کر کانٹے بن جاتے ہیں اور ان کی روزمرہ کی باتیں چاروں طرف دکھ بکھیر رہی ہوتی ہیں، تکلیف دے رہی ہوتی ہیں اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی ہم کیا کر رہے ہیں۔ ایسے اگر مرد ہوں تو

ان کی عورتیں بیچاری ہمیشہ ظلموں کا نشانہ بنتی رہتی ہیں اور اگر عورتیں ہوں تو ان کے مردوں کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ یہ بات بھی ایسی ہے جس کو بچپن سے ہی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ گھر میں بچے جب ایک دوسرے سے کلام کرتے ہیں اگر وہ آپس میں ادب اور محبت سے کلام نہ کریں اگر چھوٹی چھوٹی بات پر تو تو میں میں اور جھگڑے شروع ہو جائیں تو آپ یقین جانیں کہ آپ ایک گندی نسل پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں۔ ایک ایسی نسل چھوڑ کر جا رہے ہیں جو آئندہ زمانوں میں قوم کو تکلیفوں اور دکھوں سے بھر دے گی اور آپ اس بات کے ذمہ دار ہیں جن کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچوں نے ایک دوسرے سے زیادتیاں کیں، سختیاں کیں، بدتمیزیاں کیں اور آپ نے ان کو ادب سکھانے کی طرف توجہ نہ کی۔"

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 462)

پھر آپؒ فرماتے ہیں۔

"مَیں نے محسوس کیا ہے کہ جب تک بچپن سے ہم اپنی اولاد کو زبان کا ادب نہیں سکھاتے اس وقت تک آئندہ ان کے کردار کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتے۔"

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 463)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں۔

"زبان ایک ایسی چیز ہے جس کا اچھا استعمال سب کو آپ کا گرویدہ بنا سکتا ہے اور اِس کا غلط استعمال دوست کو بھی دشمن بنا سکتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 20/ اگست 2004ء)

ہم اپنی زبان سے محبت و پیار کر کے لوگوں کے دلوں پہ فتح حاصل کر سکتے ہیں عربی زبان میں کہتے ہیں۔ "لِیْنُ الْکَلَامِ قَیْدُ الْقُلُوْب "یعنی نرم بات دلوں کی بیڑی ہے۔ پیار سے تو پتھر دِل بھی موم ہو جاتا ہے۔

زبان کے استعمال کے بارہ میں تعلیمات ہم تک قرآنِ پاک، احادیث نبویؐ، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت کے ذریعہ پہنچتی رہتی ہیں۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم زبان کا استعمال کس طور پر کرتے ہیں۔ حضرت نبی کریم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

(بخاری کتاب الایمان)

ہمارے زمانے میں سمجھا جاتا ہے کے صرف گالم گلوچ ہی سخت زبان ہے اس لئے گالم گلوچ نہیں کرنی چاہیے۔ حالانکہ نرم اور پاک زبان کے استعمال میں یہ بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ طعنہ زنی سے بچا جائے، غیبت اور چغل خوری سے بچا جائے۔ سخت الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ پس زُبان سے عمدہ اور اچھی فصل حاصل کرنے کے لئے وہ تمام سعی کرنی ہے جو قرآن مَیں بیان ہوئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے روحانی فرزند نے عملاً اپنے نمونہ سے کر دکھلایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو

کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

پس اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو پورے درست اور صحیح سالم اعضاء دیئے ہیں۔ جن میں ہاتھ پاؤں، آنکھیں، ناک، دماغ اور زبان وغیرہ شامل ہیں۔ اِن اعضاء میں ہر عضو کا اپنا کام ہے اور جب یہ تمام اعضاء مِل کر اپنا کام کرتے ہیں تو ہمارے جسم کی مشینری پوری طرح عمل میں اپنے آپ کو لا کر ہمیں چلنے پھرنے اور کام کرنے اور سوچ و بچار کر کے درست فیصلے کرنے کی طرف لے جاتی ہے اِن اعضاء میں سے ایک عضو زبان ہے جو باقی اعضاء پر کئی لحاظ سے فوقیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں ہر ایک کو قریباً زبان سے نوازا ہے۔ جیسے انسانوں کو، حیوانوں کو، چرند پرند اور حشرات الارض کو زبان دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی دوسری مخلوق کی طرح زبان یعنی Tongue دی ہے۔ لیکن اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے وہ ایسی زبان ہے جسے ہم عربی میں لِسانٌ کہہ سکتے ہیں۔ جس سے ہم اپنے جی اور مرضی کی بات کو اپنے ساتھیوں تک پہنچا سکتے ہیں۔ اُنہیں اپنی بات اور اپنا مافی الضمیر سمجھا سکتے ہیں جبکہ دیگر مخلوق جیسے جانور، چرند پرند اپنی بات کو زبان رکھنے کے باوجود دوسروں کو سمجھانے سے قاصر ہیں۔ ہم انسان اِسی زبان سے اپنے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اُس کی تسبیح و تحمید اور تذکیر کرتے، شکر ادا کرتے اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی پڑھتے ہیں۔

سامعین! اِس زبان سے جہاں ہم اپنے خالق یعنی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا شکر بجالا کر اس کی تسبیحات اور اُس کے گُن گاتے ہیں۔ وہاں اِسے اچھے طریق پر، اچھے ماحول میں اللہ کی دیگر مخلوق کے لیے استعمال کرنے کا حکم ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی تعریف کرتے وقت زبان کے درست استعمال کا ذکر یوں فرمایا کہ
"حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے ماحول میں بسنے والے لوگ محفوظ ہوں"

(سنن نسائی کتاب الایمان)

پھر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ
"اپنی زبان کو روک کر رکھو... اپنی غلطیوں پر نادم ہو کر خدا کے حضور رویا کرو"

(ترمذی ابواب الزھد)

پیارے بھائیو! اب دیکھو اس چھوٹی سی نصیحت میں دو باتوں کا ذکر ہے ایک تو زبان کو روکو اور کوئی فضول بات نہ کرو اور دوسرا اپنے اللہ کے حضور کثرت سے رویا کرو اور اپنی غلطیوں کی معافی مانگا کرو۔ اِس رونے کے فعل میں بھی زبان استعمال میں آتی ہے۔ اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ انسان کی زندگی میں نازک ترین معاملہ زبان ہے۔ زبان سے جہاں بہت سی نیکیاں جُڑی ہیں۔ وہاں بہت سی کمزوریوں، بُرائیوں اور بدیوں کا تعلق زبان سے ہے۔ جیسے جھوٹ اور دیگر بُرائیاں جن کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ فرمان کہ
"زبان وجود (یعنی انسانی جسم) کی ڈیوڑھی (اندر آنے کا رستہ) ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی میں آجاتا ہے"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 245)

کیا ہی اچھے طریق پر زبان کی حفاظت کرنے اور اُسے بُرائیوں سے بچائے رکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جس طرح ہم اپنے گھروں کی بیرون گزر گاہ کو صاف ستھرا رکھتے ہیں۔ تا مہمان جب گھر میں آئیں تو اُنہیں خوشی محسوس ہو۔ اِسی طرح ہم اگر اپنے جسم میں اندر آنے کے رستہ میں موجود زبان کو صاف رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ مہمان بن کر ہمارے جسموں میں حلول کرے گا۔ جس کے اندر اللہ تعالیٰ آجائے تو اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہو گا۔
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
"نرمی کی عادت ڈالنا تا کہ خدا تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ ورنہ اگر تم خدا تعالیٰ کی مخلوق پر درشتی کرتے ہو تو تم بھی اپنے آپ کو اس بات کا حق دار بناتے ہو کہ خدا تعالیٰ تم پر بھی درشتی کرے"

(انوار العلوم جلد 5 صفحہ 436)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
"زبان ایک ایسی چیز ہے جس کا اچھا استعمال سب کو آپ کا گرویدہ بنا سکتا ہے اور اِس کا غلط استعمال دوست کو بھی دشمن بنا سکتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 20/ اگست 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بتعاون: زاہد محمود)